جہد نہیں کرسکتے حالات کی ناسازگاری نے ان کو اور بھی پست ہمت بنادیا ہے۔"

مرحوم شاہ معین الدین ندوی صرف ہندوستانی مسلمانوں ہی کی نافہمی کا شکوہ کررہے ہیں۔ مگر ہم یہاں ۱۹۹۳ء میں پورے عالم کے مسلمانوں کی جذباتیت اور نافہمی کا رونا رونے پر مجبور ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں بھی اور اس سے بھی بہت پہلے تک اور آج بھی یہ صورتحال موجود ہے بلکہ زیادہ ہی زیادہ ترقی پر ہے۔ معلوم نہیں کہ ملّت اسلامیہ کو کب ہوش آئے گا اور وہ کب اس حقیقت کو محسوس کرے گی کہ دوسری اقوام ان کے اخلاف منظم طریقہ سے منصوبوں پہ منصوبے ترتیب دے رہی ہیں تاکہ ان کی داستان بھی نہ رہے داستانوں میں، ان کا چین اور سکھ، روزی روٹی، آرام وراحت سب کچھ چھین لیکر ایسا حال بنادیا جائے کہ اس حال میں انھیں اپنے مذہب سے کوئی لینا دینا نہ رہے اور نہ ہی کوئی واسطہ و مطلب، فکر روزی میں ہی وہ ہردم اور ہر حال میں مستغرق رہے۔ کیا ایسی صورتحال کو عالم اسلام کی مقتدر قائد ہستیاں محسوس کریں گی کہ ابھی سے وہ اس زبردست خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے لنگر لنگوٹ کس کر میدانِ عمل میں کود پڑیں۔ آپ تمام عالم کے حالات کا بغور جائزہ لیں، ایران عراق آپس میں لڑ پڑے مرے تباہ ہوئے، پھر عراق اور عرب ممالک لڑے بھڑے، اور تباہ و برباد ہوئے مرے پٹے۔ اسرائیل کے ہاتھوں فلسطینیوں کی، عربوں کی پامالی، بربادی، بوسنیا و ہرزیگوینیا میں عیسائیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو مارا ماری اور ہندوستان میں ایک انتہا پسند تنظیم کے اشتعال انگیزانہ منصوبوں کے تحت بابری مسجد کی شہادت یہ سب کیا ہے۔ اسے سمجھنے کے لئے بڑی گہری نظر چاہیئے، بڑا صاف وشفاف دماغ کی ضرورت درکار ہے۔ ابھی حال ہی میں ایک موقع پر بھارت کے سابق وزیر اعظم جناب چندر شیکھر کے منہ سے بے ساختہ یہ جملہ نکل ہی گیا کہ "مسلم انتہا پسندوں کی سرکوبی کے لئے ہندو انتہا پسندوں کی پس پشت امریکہ کی منشا ورضا صاف دکھائی دیتی ہے" اس ایک جملہ میں سب ہی کچھ تو اشارہ وکنایہ سے کہدیا گیا ہے۔ اب امریکہ کی ساری کارروائی اسلام پسند قوتوں کے استحصال کی طرف ہی مرکوز ہوگی، کیا عالم اسلام کے قائدین اس واقعی زبردست خطرہ سے آگاہ و خبردار ہیں۔ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو تب تو راحت واطمینان کی بات ہے اور اگر اس کا جواب

نفی میں ہے اور ملت اسلامیہ کے قائدین اسی طرح غافل ہیں جسطرح اس سے پہلے ہندوستان سے مغلیہ سلطنت کا خاتمہ اور اس کے بعد ہندوستان میں مسلم مخالف لہر کی کامیابی، یا ترکی سے ایکدم منصب خلافت کو ختم کر دینا۔ یا فلسطینیوں کو اجاڑ کر اس پر ہر طرح سے ناجائز اسرائیل نام کی یہودی سلطنت قائم کر دینے کے وقت غافل و لاپرواہ تھے۔ آنے والے وقت میں مسلمانوں کے لئے انتہائی مشکل حالات ہیں۔ جس کے برے نتائج سے ملت اسلامیہ مدتوں روتی چیختی، چلاتی اور سر پٹختی رہے گی۔ کیا ہی اچھا ہو ابھی سے اس کے تدارک کے لئے ہم سب ملکر کوئی لائحہ عمل بنالیں تو تمام عالم اسلام کی بہتری و فلاح کے لئے یہ ایک نیک فعال اقدام ثابت ہوگا انشاء اللہ۔

مقام شکر ہے کہ عرب لیگ نے اس خطرہ کو کسی قدر محسوس کیا ہے۔ قاہرہ میں ۲۹ جولائی ۱۹۹۳ء عرب لیگ کی ہنگامی میٹنگ میں مشترکہ طور پر امریکہ کو متنبہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اگر امریکی شیطان نے اسرائیل کی لبنان کے علاقوں پر بمباری کی حمایت جاری رکھی تو ہم کئی امریکی ٹھکانوں پر حملہ کریں گے۔ دوسری طرف قاہرہ کے ممتاز شہری اور اقوام متحدہ کے جنرل سکریٹری بطرس غالی نے اسرائیل کی لبنان کے شہریوں پر اندھادھند بمباری کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کی ہے۔ ہم یہاں صرف اتنا ہی کہنا زیادہ مناسب سمجھیں گے کہ عرب لیگ اصل خطرہ کو سمجھتے ہوئے امریکی ٹھکانوں پر بمباری کرنے سے مسئلہ کو حل نہ سمجھے بلکہ اس صورتحال کا خاتمہ کرنے کی طرف زیادہ دھیان مرکوز کرے جس سے اسلام پسند قوتوں کا استحصال ہو رہا ہے اس پیمانۂ انصاف کا خاتمہ کرے جس میں طاقتور کی کاروائی پر ستائش وسراہنا کی جائے اور کمزور کے ساتھ ظلم وستم کو جائز قرار دیا جائے۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کی روایت آج کے دور میں جس تیزی کے ساتھ دیکھنے کو مل رہی ہے اس سے پہلے ایسی اندھیر نگری کو شرمساری کے احساس کے ساتھ ہی دیکھنے کو ملتی تھی۔ آج یہ شرم بھی ختم ہو چکی ہے پوری ڈھٹائی کے ساتھ کمزوروں کے ساتھ ناانصافی کا کھیل کھیلا جارہا ہے اس سے بڑھکر بیسویں صدی کا المیہ اور کیا ہوگا۔ ہندوستان بھی اس ناانصافی کے کھیل کی زد میں ہے ابھی حال ہی میں روس کے ساتھ سائنسی ٹکنالوجی کے معاہدہ کو امریکی دباؤ سے منسوخ کیا گیا